DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY
JAMIA NAGAR
NEW DELHI-110025

عہد نبوی کے غزوات و سرایا
اور
ان کے مآخذ پر ایک نظر

(۱۰)

سعید احمد اکبر آبادی

(۳) اسیرانِ بدر

نمبر	نام	قبیلہ و کیفیت
۱	عباس بن عبدالمطلب	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور عمر میں دو برس بڑے تھے، اپنا فدیہ دے کر مکہ واپس چلے گئے، فتح مکہ سے کچھ پہلے مدینہ آئے، اسلام قبول کیا اور فتح مکہ اور حنین کے معرکوں میں شریک ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چچا کا بہت خیال رکھتے تھے، ایک موقع پر فرمایا: "جو شخص عباس کو اذیت دے گا وہ مجھکو اذیت دے گا" ۳۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی، قبیلہ بنو ہاشم۔
۲	عقیل بن ابی طالب	بنو ہاشم، حضرت علی کے بھائی اور حضور کے برادر عم زاد تھے، فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور حنین اور موتہ

		کے معرکوں میں شریک رہے
۳	نوفل بن الحارث بن المطلب	بنو ہاشم، حضور کے چچیرے بھائی، بعد میں یہ بھی مسلمان ہو گئے، ان کے چچا عباس نے ان کا زر فدیہ ادا کیا۔
۴	عتبہ	بنو ہاشم کا حلیف۔
۵	السائب بن عبید بن عبد زید	بنو المطلب بن عبد مناف، غزوۂ بدر میں قریش کے علم بردار یہی تھے، فدیہ دیکر رہا ہو گئے، بعد میں اسلام قبول کیا۔ امام شافعی انھیں کی نسل سے ہیں۔
۶	نعمان بن عمرو بن علقمہ	بنی مطلب۔
۷	عقیل بن عمرو	بنی مطلب کا حلیف۔
۸	تمیم بن عمرو	بنی مطلب کا حلیف اور عقیل کا بھائی۔
۹	ابن تمیم	بنی مطلب کا حلیف۔
۱۰	عمرو بن ابی سفیان بن حرب	بنی عبد شمس بن عبد مناف۔
۱۱	الحارث بن ابی وجرہ	بنی عبد شمس، بعض مآخذ میں باپ کا نام ابی وجرہ بالحاء المہملہ ہے۔
۱۲	ابو العاص بن الربیع	بنی عبد شمس، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب کے شوہر تھے، ان کا نام لقیط اور بعض روایتوں کے مطابق یاسر تھا۔ امانت و دیانت میں مشہور تھے، اس بنا پر قریش کے دولتمند اصحاب کا مال تجارت لیکر شام آتے جاتے رہتے تھے اور الامین کہلاتے تھے، ان کا فدیہ حضرت زینب نے مکہ سے بھیجا جو اس ہار پر مشتمل تھا جو حضرت خدیجہ نے

		نے ان کی شادی کے موقع پر ان کو دیا تھا تو اس ہار کو دیکھ کر حضور پر رقت طاری ہوگئی اور صحابہ کے مشورہ اور ان کی اجازت سے آپ نے وہ ہار ان کو واپس کر دیا اور انھیں اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ مکہ پہونچکر حضرت زینب کو مدینہ بھیجدیں گے، انھوں نے اس کی پابندی کی اور قریش کی سخت مخالفت کے باوجود جس طرح بن پڑا اپنے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینب کو حسب قرارداد مکہ سے آٹھ میل کی مسافت پر پہونچادیا اور وہاں سے حضرت زینب حضرت زید بن حارثہ اور ایک اور ہمراہی کے ساتھ مدینہ آگئیں، صلح حدیبیہ کے بعد یعنی ۶ھ میں ابو العاص بھی مدینہ آئے اور مشرف باسلام ہوئے، اس کے بعد ان کی درخواست پر حضور نے حضرت زینب کا عقد جدید ابو العاص کے ساتھ کر دیا۔ ابو العاص کے اسلام اور اس سے پہلے کے ان کے ان واقعات زندگی کو جو ان کے اعلیٰ کردار کی دلیل ہیں ابن ہشام، طبری، ابن سعد، ابن عبد البر، اور ابن حزم نے کمال بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ابو العاص حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی بھی تھے۔
۱۳	ابو ریشہ بن عمرو	بنی عبد شمس بن عبد مناف کا حلیف۔
۱۴	عمرو بن الازرق	"
۱۵	عقبہ بن عبد الحارث بن الحضرمی	"

۱۶	خالد بن اسید بن ابی العیص	بنی عبد شمس، حضرت عتاب بن اسید جن کو فتح مکہ کے بعد حضور نے وہاں کا امیر بنایا تھا، ان کے بھائی، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔
۱۷	ابو العریض، یسار	بنی عبد شمس، العاص بن امیہ کا غلام۔
۱۸	عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل	قبیلہ بنو نوفل بن عبد مناف
۱۹	عثمان بن شمس	بنو نوفل کا حلیف، بنو مازن بن منصور سے۔
۲۰	ابو ثور	"
۲۱	نبہان	بنو نوفل کا غلام
۲۲	ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم	قبیلہ بنو عبد الدار بن قصی، حضرت مصعب بن عمیر کا بھائی۔
۲۳	اسود بن عامر	بنو عبد الدار کا حلیف
۲۴	عقیل، ایک یمنی باشندہ	"
۲۵	سائب بن ابی حبیش	قبیلہ بنو اسد بن عبد العزیٰ
۲۶	حویرث بن عباد	"
۲۷	سالم بن شماخ	حلیف بنو اسد بن عبد العزیٰ
۲۸	عبد اللہ بن حمید بن زہیر	قبیلہ بنو اسد بن عبد العزیٰ
۲۹	خالد بن ہشام بن المغیرہ	قبیلہ بنو مخزوم بن یقظہ
۳۰	امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ	"
۳۱	عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ	"
۳۲	ابو المنذر بن ابی رفاعہ	"
۳۳	ابو عطاء عبد اللہ بن السائب	"

۳۴	مطلب بن حنطب بن الحارث	قبیلہ بنو مخزوم بن یقظہ
۳۵	خالد بن الاعلم الخزاعی	قبیلہ بنی مخزوم بن یقظہ کا حلیف ، کہتے ہیں غزوہ میں سب سے پہلے جس شخص نے فرار اختیار کیا وہ یہی تھا۔ حالانکہ اس کا شعر ہے : ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا یقطر الدم "ہم وہ نہیں ہیں جن کی ایڑیاں زخم خوردہ ہو کر خون آلود ہوں ، البتہ ، ہاں ہمارے پنجوں پر خون ٹپکتا رہتا ہے۔"
۳۶	ولید بن ولید بن المغیرہ	قبیلہ بنی مخزوم ، حضرت خالد بن الولید کا بھائی۔
۳۷	صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد	"
۳۸	قیس بن السائب	"
۳۹	ابو وداعۃ بن جنیرہ	قبیلہ بنو سہم بن عمرو بن ہصیص
۴۰	وفرۃ بن قیس بن عدی	"
۴۱	حنظلۃ بن قبیصۃ	"
۴۲	حجاج بن قیس بن عدی	"
۴۳	اسلم	" نبیہ الحجاج کا غلام
۴۴	عبداللہ بن ابی خلف	قبیلہ بنو جمح بن عمرو بن ہصیص
۴۵	ابو عزۃ عمرو بن عبد بن عثمان	"
۴۶	الفاکہتہ	" امیہ بن خلف کا غلام
۴۷	وہب بن عمیر	"
۴۸	ربیعہ بن دراج	"

۴۹	عمرو بن ابی بن خلف	قبیلہ بنو جمح بن عمرو بن ہصیص
۵۰	ابو رہم بن عبد اللہ	حلیف قبیلہ
۵۱	ایک نامعلوم الاسم شخص	ابن اسحٰق اس شخص کا نام بھول گئے۔ مگر تھا یہ بھی قبیلہ بنو جمح بن عمرو بن ہصیص سے
۵۲	نسطاس	امیہ بن خلف کا غلام
۵۳	امیہ بن خلف کا ایک اور غلام	اس کا نام بھی معلوم نہیں ہو سکا۔
۵۴	ابو رافع	امیہ بن خلف کا لڑکا
۵۵	سہیل بن عمرو	قبیلہ بنو عامر بن لوئ
۵۶	عبد بن زمعہ بن قیس	"
۵۷	عبد الرحمٰن بن منشوؤ بن وقدان	"
۵۸	حبیب بن جابر	"
۵۹	سائب بن مالک	"
۶۰	طفیل بن ابی قنیع	قبیلہ بنو الحارث بن فہر
۶۱	عتبہ بن عمرو بن جحدم	"
۶۲	شافع	حلیف بنو الحارث بن فہر، یمن کا باشندہ
۶۳	شفیع	" "
۶۴	مالک بن عبید اللہ	حضرت طلحہ کا بھائی، بحالت اسارت ہی انتقال ہوا۔
۶۵	حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ	قبیلہ بنی مخزوم بن یقظہ
۶۶	حکم بن المطلب بن عبد اللہ بن المطلب	" مسلمان ہو گئے تھے، بے حد سخی اور زاہد شخص تھے، جب انتقال ہوا تو ایک شاعر

		نے ان کے مرثیہ میں کہا : سألوا عن الجود والمعروف ما فعلا فقلت انهما ماتا مع الحكم "لوگوں نے سخاوت اور کرم کے متعلق پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے ؟ تو میں نے کہا کہ حکم کے ساتھ یہ دونوں بھی مر گئے ہیں۔
۶۷	ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس	قبیلہ عبد شمس بن عبد مناف

نوٹ : اسیران بدر کی تعداد ستر بتائی جاتی ہے، لیکن تین کا مجھے پتہ نہیں لگا۔

اب ان تینوں فہرستوں کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ دونوں فریق کے نقصانات میں کس درجہ عظیم اور زمین آسمان کا فرق ہے، مسلمانوں میں لے دیکے صرف چودہ جانوں کا نقصان ہوا ہے، گرفتار کوئی ایک بھی نہیں ہوا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جنگ کی شدت اور اُس کی ہیبت سے گھبرا کر ایک شخص نے بھی راہ فرار اختیار نہیں کی اور جو جانی نقصان ہوا بھی ہے تو اُس کی صورت یہ ہے کہ ان میں ایک وہ مرد جانباز ہے جو جذبۂ شہادت کے جوش میں جنگی ڈسپلن کی پروا کئے بغیر تن تنہا فریق مخالف کی صفوں میں درانہ گھسا ہوا چلا گیا اور شہید ہو گیا، اس کے علاوہ تین وہ لڑکے ہیں جو نوخیز اور کمسن تھے۔ انھیں جنگ کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور محض اپنی ضد اور شوق سے یہاں چلے آئے تھے، اللہ اکبر! یہ کارنامہ ان لوگوں کا ہے جن کو اس واقعہ کے کئی برس بعد مکہ میں دیکھ کر اہل مکہ نے بہ طور طعن و تمسخر کہا تھا: "اوھنتھم حمی یثرب" "یثرب کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہے" جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو طواف میں رمل یعنی سینہ تان کر چلنے کا حکم دیا تھا۔

اس کے برعکس دوسری جانب دیکھئے تو وہ تباہی آئی ہے کہ خدا کی پناہ! ایک قبیلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے لوگ قتل یا گرفتار نہ ہوئے ہوں۔ فہرستوں پر نگاہ ڈالئے

قریش کے بیس سے زیادہ نامور بہادر اور سردار سپرد تیغ ہوگئے۔ کتنے ہی ہیں جو اُن میں گرفتار ہوئے، بعض گھرانے تو وہ ہیں جن کا بالکل ہی صفایا ہوگیا، ہبار بن الاسود الاسدی کے تین بھائی تھے وہ سب جنگ میں کام آگئے، ہند بنت عتبہ پر یہ قیامت ٹوٹی کہ اس کا باپ عتبہ، اس کا چچا شیبہ، اس کا بھائی ولید، اس کا چچیرا بھائی علبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ اور اس کے شوہر کا لڑکا حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، یہ سب لوگ مارے گئے[1] پروفیسر واٹ منٹگمری لکھتے ہیں کہ "جس قابلیت اور تجربہ کے لوگ جنگ میں آگئے ان جیسے مشکل سے ایک درجن لوگ مکہ میں زندہ بچے ہوں گے" (ص ۱۴) اس بنا پر ہزیمت اور شکست سے چور یہ لشکر مکہ واپس پہونچا تو گھر گھر میں ماتم بپا ہوگیا، از راہ غیرت قریش نے تاکید کردی تھی کہ نالہ و شیون اور آہ و بکا کی آواز کسی گھر سے باہر نہ نکلے۔ مگر دل پر کیا جبر ہوسکتا ہے، عورتوں نے مرثیے پڑھے اور رجز خوانی کر کے مردوں کو لعن طعن کیا۔ چنانچہ حضرت زینب (بنت الرسول) کی مکہ سے روانگی کو قریش نے اپنے لئے ننگ و عار کی بات قرار دیا تو ہند بنت عتبہ نے جس کا ذکر آچکا ہے بہ طور طنز کہا:

افی السلم اعیارٌ، جفاءً و غِلْظَـــةً

وفی الحرب اشباہ النساء العوارکِ[2]

ترجمہ: "جب جنگ نہ ہو تو تم کو از راہ سنگدلی و درشتیٔ طبع بڑی غیرت آتی ہے، لیکن جنگ کا موقع ہو تو تم لڑاکا اور جھگڑالو عورتوں جیسے بن جاتے ہو"

۱۔ اور یہ لوگ بھی وہ تھے جو ابوسفیان، صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی اور ابولہب کی طرح جنگ میں شریک ہی نہیں ہوئے تھے۔

۲۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۳۱۰

مدینہ میں مسرت اور اطمینان کی لہر ایک طرف مکہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا اور دوسری جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعیان قریش کی لاشوں کو دفن کرانے کے بعد دو تیز رفتار قاصدوں[1] کے ہاتھ مژدۂ فتح مدینہ پہونچایا تو گھر گھر اطمینان ومسرت کی لہر دوڑ گئی، اگرچہ یہ عجیب اتفاق تھا کہ قاصد جب مدینہ میں داخل ہوئے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ جو حضرت عثمان کی اہلیہ تھیں اور جن کی علالت کے باعث حضرت عثمان غزوۂ بدر میں بحکم نبوی شریک نہ ہو سکے تھے اُن کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کا جنازہ تدفین کے لئے لایا جارہا ہے، ان دو پیغام رسانوں میں ایک حضرت زید بن حارثہ بھی تھے، مدینہ میں یہود اور منافقین نے جنگ کے انجام کے بارہ میں نہایت بری اور مایوس کن افواہیں اس شدت سے پھیلا رکھی تھیں کہ جب یہ دونوں پیغام رساں پہونچے اور انھوں نے فتح وکامرانی کا اعلان عام کیا تو حضرت زید کے صاحبزادہ حضرت اسامہ نے رازدارانہ طور پر باپ سے پوچھا: ابا جان! جو کچھ فرما رہے ہیں کیا سچ مچ یہ واقعہ بھی ہے، ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے بعد تین دن مزید بدر میں قیام فرمایا ۔ اس کے بعد جب آپ مع اپنے لشکر اور قیدیوں کے روانہ ہوئے ہیں تو حال یہ تھا کہ مختلف منزلوں پر مسلمانوں کے وفود ملتے رہے جنھوں نے آپ کا استقبال کیا اور فتح وکامرانی پر مبارک باد پیش کی ۔

اسیرانِ بدر کے ساتھ معاملہ قیدیوں میں سے دو شخص، نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط جو اسلام کے نہایت سخت دشمن تھے اور جنھوں نے مکہ میں حضور کو اور مسلمانوں کو شدید ایذائیں پہونچائی تھیں قتل کر دیے گئے، باقی قیدیوں کے بارہ

---

[1] حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ،

میں حکم ہوا کہ ان کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں اور انھیں کھانے پینے کی یا کوئی اور اذیت نہ دی جائے۔ جب حالات ٹھیک ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے مشورہ کیا کہ قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ حضرت عمر نے رائے دی کہ "قتل کر دیے جائیں اور وہ بھی اس طرح کہ ہر شخص اپنے عزیز قریب کے ہاتھوں قتل ہو" اس کے برخلاف حضرت ابوبکر نے فرمایا: یارسول اللہ! یہ لوگ آپ کے ہی کنبہ قبیلہ کے ہیں، ان کو ہلاک نہ کیجیے، ممکن ہے کل یہ مسلمان ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہ معاف کر دے۔ آپ ان سے جو فدیہ لیں گے وہ ہماری تقویت کا باعث ہوگا۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی رائے کو صائب قرار دیا لیکن ترجیح حضرت ابوبکر کی رائے کو دی، چنانچہ بعض قیدی جو بے زر تھے یا غربت کے باعث زرِ فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے انھیں کسی معاوضہ کے بغیر رہا کر دیا گیا، باقی لوگوں کے لئے چار ہزار درہم فی کس کی رقم زرِ فدیہ مقرر کی گئی۔ حضور کو تعلیم اور ہتیار مہیا کرنے کا کس درجہ اہتمام تھا؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب جو اسلحہ فروشی کا کاروبار کرتا تھا اُس سے زرِ فدیہ میں ایک ہزار نیزے طلب کئے گئے اور قیدیوں میں جو لوگ لکھے پڑھے تھے ان کا فدیہ یہ قرار دیا گیا کہ وہ دس دس بچوں کو نوشت وخواند کی تعلیم دیں۔[2]

ایک آیت کا مطلب قرآن مجید کی سورۃ الانفال میں ایک آیت ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ
کسی نبی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے کہ زمین میں غلبہ حاصل کرے، قیدیوں سے

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل ج ۱۴ باب اساری بدر
[2] سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد و مسند امام احمد بن حنبل

عَرَضَ الدُّنْيَا، وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○
سروکار رکھے، تم دنیا کے مال ومتاع کا ارادہ کرتے ہو حالانکہ اللہ آخرت کو مطلوب رکھتا ہے اور اللہ اپنے ارادوں میں غالب اور حکیم ہے۔

یہ واضح رہنا چاہیئے کہ ہم نے اپنی کتاب الرق فی الاسلام میں اس آیت پر اس درجہ بسط و تفصیل سے کلام کیا ہے کہ حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے پڑھا تو نہایت مسرور ہوئے، دعائیں دیں اور فرمایا: "تم نے تحقیق کی انتہا کر دی ہے، کوئی شخص اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا ہے۔" بہرحال مقام کی مناسبت سے اس سلسلہ میں مختصراً عرض یہ کرنا ہے کہ اس آیت کے سبب نزول سے متعلق حضرت عمر کی ایک روایت ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، اس کے کچھ ٹکڑے ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہیں، واحدی نے "اسباب النزول" میں پوری طول طویل روایت نقل کر دی ہے، اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس روز حضرت ابوبکر اور مجھ سے مشاورت کے بعد اسیرانِ بدر سے متعلق فیصلہ کیا ہے، اس کے دوسرے دن میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور اور حضرت ابوبکر دونوں گریہ کر رہے ہیں، میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے بتائیے کہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا: تمہارے ساتھیوں نے قیدیوں کے بارہ میں فدیہ لینے کا جو مشورہ دیا تھا، میں اس پر رو رہا ہوں، مجھ پر اس درخت سے بھی قریب ایک عذاب دکھایا گیا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس روایت کی روشنی میں اکثر علمائے تفسیر وروایت اور ان کے تتبع میں ارباب تاریخ وسیر نے مذکورۂ بالا آیت کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارہ میں حضرت عمر کا مشورہ رد کر کے حضرت ابوبکر کی رائے کے مطابق عمل کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا، اس آیت میں اس پر عتاب ظاہر کیا گیا ہے، یعنی خدا کا منشا یہ ہی تھا کہ حضرت عمر کی

رائے کے مطابق اسیرانِ بدر کو قتل کر دیا جاتا اور فدیہ دے کر انھیں رہا نہ کیا جاتا۔

لیکن اس آیت سے جو مطلب نکلتا ہے وہ یہی ہے کہ جب تک اثخان فی الارض حاصل نہ ہو جائے، قیدیوں سے سروکار نہ رکھنا چاہئے اور جب اثخان فی الارض حاصل ہو جائے تو اب پیغمبر کو اختیار ہے کہ قیدیوں کے ساتھ من کا معاملہ کرے یا فدا کا۔ اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدر میں جو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی اس کو اثخان فی الارض (غیر مشکوک غلبہ) کہا جائے گا یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو پھر اگر حضور قیدیوں کے ساتھ من اور فدا کا معاملہ اب اس وقت کر رہے ہیں تو اس میں عتاب کی کیا بات ہے؟ اس بنا پر حقیقت یہ ہے کہ آیت میں کہیں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے کہ قیدیوں کے قتل نہ کرنے اور ان کے ساتھ من وفدا کا معاملہ کرنے پر اظہار ناپسندیدگی کیا گیا ہو۔

پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حضور نے قیدیوں کے ساتھ جو حسنِ سلوک کیا اُس سے اسلام کو کس درجہ اہم اور عظیم فائدہ پہونچا۔ حضرت عباس، حضرت عقیل، حضرت ابوالعاص بن ربیع کی طرح کتنے لوگ مسلمان ہو گئے اور انھوں نے اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دیں، چار ہزار درہم فی کس زرِ فدیہ وصول کر کے بیت المال میں کتنا اضافہ ہوا، مسلمانوں کے کتنے بچے لکھنا پڑھنا سیکھ گئے، پس جب حضور کا عمل اتنے فوائد کا حامل ہو تو اس کو خدا کی نظر میں کیونکر ناپسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آیت کا لہجہ عتاب کا ہے لیکن اول تو عتاب کا رُخ حضور کی طرف نہیں بلکہ اُن صحابہ کی طرف ہے جنھوں نے جنگ کے ختم ہونے کے فوراً بعد غنیمت میں اپنے حصہ کا سوال اٹھا دیا تھا اور پھر عتاب اس پر ہرگز نہیں ہے کہ قیدی قتل کیوں نہیں کئے گئے، بلکہ اس پر ہے کہ غنیمت کی اجازت ملنے سے پہلے ہی کیوں پیغمبر سے مال غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ کیا گیا، چنانچہ آیت کے متن اور اس کے سیاق سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آیت میں فرمایا گیا: تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْآخِرَۃَ، تم دنیوی مال ومتاع کا

ارادہ کرتے ہو اور اللہ آخرت کا ارادہ کرتا ہے، ظاہر ہے عَرَضَ الدنیا کا مصداق مالِ غنیمت ہو سکتا ہے نہ کہ قیدیوں کا زرِ فدیہ۔ کیونکہ زرِ فدیہ تقسیم نہیں ہوتا، بلکہ بیت المال (Treasury) میں جمع ہوتا ہے، پھر ارشاد ہوا: لولا کِتٰبٌ من اللہ سبق لمسّکم فیما اَخذتُم عذابٌ عظیمٌ ٥ ترجمہ: تم نے جلد بازی میں جو کام کیا ہے اگر وہ پہلے سے اللہ کے ہاں منظور شدہ نہ ہوتا تو تم کو عذابِ عظیم سے واسطہ پڑتا۔ یہ کام جسے جلد بازی میں یہ لوگ کر بیٹھے کیا ہے؟ اس کے فوراً بعد جو آیت ہے اُس سے اس کا جواب نکلتا ہے۔ ارشاد ہے:

فَکُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥

تو ہاں اب تم کو جو مالِ غنیمت ملا ہے اور وہ حلال وطیب ہے اسے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو (پھر ایسی غلطی نہ کرنا) بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (جو غلطی تم سے ہو گئی ہے وہ اسے معاف کر دے گا)

اب دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھیئے اور دیکھیئے کہ ان سے مالِ غنیمت کا حکم کس طرح صاف صاف نکلتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ قرآن جس حکم کو "لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ" کہتا ہے وہ مالِ غنیمت کا حکم ہے یا قیدیوں کا؟ یقیناً وہ مالِ غنیمت کا حکم ہے کیونکہ اس میں اُن آیات کی طرف اشارہ ہے جن میں مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے، مثلاً

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ الآیۃ

اور جان لو کہ جو کچھ تم کو مالِ غنیمت ملے گا اس کا ۱/۵ واں حصہ اللہ کے لئے ہوگا الآیۃ

قیدیوں کے بارہ میں اس طرح کا حکم کہیں کسی آیت میں نہیں ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں ترمذی کی جو روایت ہے اُس سے بعینہٖ وہی ثابت ہوتا ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

اب سوال ہو سکتا ہے کہ اچھا! جب بات یہی ہے تو پھر آیت زیرِ بحث میں قیدیوں

کا ذکر کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر کلام بلیغ کے جزو ہوتے ہیں (۱) ایک ماسیق لہ الکلام یعنی کلام کا اصل مقصد اور (۲) دوسرا غیر ماسیق لہ الکلام۔ جس کا ذکر ضمنی طور پر کسی مصلحت سے کر دیا جاتا ہے، چنانچہ اس آیت میں بھی اصل ماسیق لہ الکلام مال غنیمت ہے اور قیدیوں کا ذکر، ان کا حکم بیان کرنے کی غرض سے ضمناً آ گیا ہے، اور اب پوری آیت کا مفہوم ہمارے لفظوں میں یہ ہوگا کہ "اے مسلمانو! ذرا پیغمبر کے قدم جمنے اور حالات کو سدھر تو دو! تم ابھی سے مال غنیمت اور قیدیوں کا معاملہ کہاں لے کر بیٹھ گئے، تمہاری جلد بازی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ تم دنیوی مال ومتاع کا ہی دھیان رکھتے ہو حالانکہ پیغمبر کو تو اللہ کی زمین پر فتح پانی ہے اور خدا پیغمبر کی اعانت اور جہاد میں اس کی رفاقت کا بدلہ تم کو آخرت میں دے گا، تمہاری اس جلد بازی کی وجہ سے تم پر عذاب عظیم نازل ہوتا، مگر خیر اس لئے ہو گئی کہ اگرچہ تم سے جلد بازی کا قصور ضرور ہوا لیکن جس معاملہ میں تم نے جلد بازی کی وہ پہلے سے ہی اللہ کے ہاں منظور شدہ اور تمہارے لئے حلال اور طیب تھا۔

حیات مولانا عبدالحیؒ

مولفہ: جناب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

سابق ناظم ندوۃ العلماء جناب مولانا حکیم عبدالحی حسنی صاحبؒ کے سوانح حیات علمی و دینی کمالات وخدمات کا تذکرہ اور ان کی عربی وار دو تصانیف پر تبصرہ۔ آخر میں مولانا کے فرزند اکبر جناب مولانا حکیم سید عبدالعلیؒ کے مختصر حالات بیان کئے گئے ہیں۔

کتابت وطباعت معیاری، تقطیع متوسط ۲۰×۲۶/۸ قیمت ۱۲/۵۰ بلاجلد

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶